جس کتاب پر انجمن کی مہر اور سکریٹری کا دستخط نہ ہو وہ کتاب مسروقہ سمجھی جائے

اصلاح زبان اردو

مصنفہ

محقق کامل فن شاعر شیریں سخن منبع فصاحت و بلاغت مہا بالیہ

وحیرات جناب مولانا مولوی منشی خواجہ محمد عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی

پریسیڈنٹ انجمن چشمۂ سخن بدرہ ضلع گیا و سکریٹری انجمن اصلاح سخن لکھنؤ دام ظلہم

جس کو بعد حصول حق تصنیف

انجمن چشمۂ سخن بدرہ ضلع گیا نے

(در مطبع آریہ سٹیم پریس لاہور باہتمام نند لعل پرنٹر چھپوایا)

اور جناب منشی جگدیشور پرشاد صاحب خلش سکریٹری انجمن چشمۂ سخن بدرہ ضلع گیا نے

دفتر انجمن چشمۂ سخن بدرہ ضلع گیا سے شائع کیا

بار اول — ۱۹۱۵ء — قیمت فی جلد ۳ر

مختصر فہرست کتب خانہ حافظ محمد عبد الاحد مشفق تاجر کتب چوک بازار گیا

میرے پیارے ناظرین - آپ کی قدردانی و بفضل خدا سے یہ کارخانہ عرصہ سے جاری ہے اور نہایت دیانت داری سے اس کام کو انجام دیتے ہی ہیں آپکے واسطے ہر علوم فنون عربی ۔ فارسی ۔ اردو کی کتابیں ہر وقت موجود رہتی ہیں عند الطلب فوراً بذریعہ محکمۂ ڈاک سے ارزاں نرخ کی جاتی ہیں - ایک مرتبہ کی آزمایش سے کل کیفیت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے پس آپ بھی آزمایش کرلیں اور مجھ سے کتابیں لیکر نفع اٹھائیں - تاجروں کو بہ نرخ تاجرانہ دیجاتی ہیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
دیوان داغ	عہ	دیوان اکبر	۴ر	دیوان بسم اللہ	۶ر	دیوان حسرت	۶ر	سخن داغ	۲ر
یادگار داغ	۱۲ر	کلیات امیر	۱ عہ	دیوان بہار خلد	۵ر	دیوان ناسخ	عہ	زبان داغ	۱ر
آفتاب داغ	۱۲ر	کلیات آتش	عہ	دیوان جوہر	۴ر	دیوان رند	عہ	زبان امیر	۱ر
مجمع الاشعار	۴ر	کلیات نثر غالب	عہ	دیوان شاد	۶ر	دیوان گویا	عہ	کسلولی قوالی	۶ر
گلزار خلیل	۱۲ر	دیوان غالب	۳ر	دیوان شنگر	۲ر	دیوان عاشق	عہ	مجموعۂ قوالی	۴ر
مرۃ الغیب	۱۲ر	دیوان ذوق	۴ر	دیوان وزیر	۱۲ر	دیوان ذاکر	عہ	قصہ اگر گل	۳ر
دیوان تسنیم	۴ر	کلیات تراب	عہ	دیوان نساخ	۳ر	دیوان ظفر	۶ر	فسانۂ شیریں	۹ر
دیوان اسد	۸ر	کلیات قلق	۱ عہ	دیوان نیاز	۳ر	دیوان مخفی	۴ر	غیاث اللغات	۱ عہ
دیوان آغا	۴ر	کلیات افضل	۸ر	دیوان عالم	۴ر	دیوان ہلالی	۴ر	فرہنگ غنی	۸ر
دیوان محبت	۲ر	کلیات مومن	۱۲ر	دیوان حالی	۸ر	دیوان واقف	۱۲ر	فرہنگ گلستاں	۱ر
کلیات صبا	۶ر	کلیات سودا	عگر	دیوان غنی	۶ر	کلیات تسلیم	۱۲ر	فرہنگ بوستاں	۱ر
دیوان شہیدی	۳ر	کلیات میر تقی میر	۴ عہ	دیوان ناصر علی	۵ر	دیوان درد	۸ر	طب اکبر	۱ عہ
دیوان تنویر	۳ر	کلیات نظیری	۴ عہ	دیوان فراق	۵ر	مثنوی میر حسن	۲ر	مخزن المفردات	عہ
ریاض لطافت	عہ	کلیات نظیر	۸ر	دیوان لطف	۳ر	شبیریہ		علاج مویشی	۴ر
نغمۂ راز	۱۴ر	گلزار داغ	عگر	دیوان مع قطعہ	عہ	درد فراق	۱ر	اصلاح زبان	
اعجاز عشق	۵ر	دیوان جلالی	۶ر	دیوان شکل	۸ر	بہار داغ	۲ر	اُردو	۴ر

المشتہر حافظ محمد عبد الاحد مشفق تاجر کتب چوک بازار گیا

U17533

اصلاح زبان اردو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کی حمد زبان و بیان سے باہر ہے۔ رسول کریم کی نعت حد امکان سے زیادہ آل و اصحاب کی منقبت ادراک سے سوا۔ اردو زبان کی شستگی اور وسعت کے خیال سے لکھنؤ میں انجمن اصلاح سخن (جس کی مستند شاخ انجمن حشمتیہ ندرہ ضلع گیا ہے) کی بنیاد ڈالی۔ میں اپنے کار منصبی کو کارروائی انجمن کے نام سے رسالہ گنجینہ میں انجام دیتا آیا۔ اسی خدمت کے سلسلے میں یہ ایک کتاب اصلاح زبان اردو کے نام سے لکھی جس کا سبب تالیف یہ ہے کہ ہماری مادری زبان اردو کی بعینہ وہی حالت ہے جو تمام مردہ زبانوں کی ہوتی ہے۔ فارسی کا قدم ہندوستان میں چارسو برس ہوئے آیا تھا۔ اسی کے کچھ نشان باقی رہ گئے ہیں۔ ہندوستان کے تمام شعرا قدمائے عجم کی تقلید میں فارسی لکھتے ہیں۔ حالانکہ ایران کی خاص زبان اب ایک دوسری زبان ہو گئی ہے۔ جس کا سمجھنا ہندوستانیوں کے لئے مشکل ہے اسی طرح اردو میں بہت کچھ ضعف آگیا۔ اس کا دائرہ ابھی صرف ہندوستان تک محدود ہے اور وہ بھی اس کمزوری کے ساتھ کہ اردو کے مستند شہروں کی زبان میں تغیر عظیم واقع ہو گیا مگر ہندوستان کے رہنے والوں کو مطلق اس کی خبر نہیں۔

نثر سے درگذر کیجئے نظم کا سلسلہ ایک ایسی چیز ہے جس سے روزمرہ کے محاورے اصطلاحات کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن غریب اردو سو برس سے قریب قریب اپنا پرانا لباس پہنے ہوئے ہے۔ اور اسی گدڑی میں خوش ہے۔ جو اسے عروج کے زمانہ میں ناسخ و آتش و مومن و غالب و ذوق نے پہنایا تھا۔ اور تمام ہندوستان کے شاعر اسی زبان کی تقلید کرتے ہیں۔ اور اسی شاہراہ پر چلتے ہیں جو انہیں سفیران سخن بتا گئے تھے۔ دور ناسخ کے بعد اس پچھتر برس میں کوئی ذریعہ

اس امر کے معلوم کرنے کا ہمارے پاس نہیں ہے کہ زبان میں کیا کیا انقلاب ہؤا کس قدر محاورے ترک ہوئے۔ کون کون الفاظ فصحا نے چھوڑ دیئے۔ متروک الفاظ کے بدلے کون کون لفظ قائم کئے گئے۔ اردو زبان کی وسعت اور تحفظ کے لئے یہ لازمی ہے۔ کہ مرحوم الفاظ اور محاوروں کا فاتحہ خیر پڑھا جائے۔ اور نئے مہمانوں کا خیر مقدم کیا جائے۔ جن سے ہم کو آیندہ سابقہ پڑیگا۔ دُنیا میں جس طرح ہر جاندار کے لئے زندگی اور موت کا جھگڑا لگا ہؤا ہے اسی طرح اس کشمکش میں بعض بیجان مگر معنوی روح رکھنے والے بھی مُبتلا ہیں۔ . . . ہر زبان میں عہد بعہد نئے نئے الفاظ پیدا ہوتے ہیں۔ اور دیر پا رواج پانے کے بعد نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ اور یہی اُن کی موت ہے آج۔ تیئں۔ جگ۔ نت۔ ٹک۔ تیئں وغیرہ بے شمار اور پُر لطف لفظوں کو زبان کی ٹکسال سے خارج ہوئے ایک زمانہ دراز ہو گیا۔ اب کوئی ان کا نام بھی نہیں لیتا۔ بعض الفاظ پیدا ہوتے ہی مٹ جاتے ہیں اور بعض دیر تک قائم رہتے ہیں شعرا کے دیوان ان کے فوتی اور پیدائش کے روزنامچے ہیں۔ اور یہ دستور زبان کے استحکام کے لئے مفید اور ضروری ہے۔ ابتدا میں جب اردو کی بُنیاد پڑی۔ تو ان نوزائید بچوں (الفاظ) کی زندگی دیرپا ہوتی تھی۔ لیکن جتنا زمانہ ترقی کرتا گیا انسانی زندگی کی طرح ان کی زندگی کی بھی میعاد کم ہوتی گئی۔ اب تو سو دو سو برس تک آدمی کا زندہ رہنا مشکل ہے تو الفاظ اتنی عمر کہاں پا سکتے ہیں۔ . . . بقول آزاد مرحوم کہ زبان کے عہد ناسخ تک پانچ دور ہوئے اور ہر دور میں زبان بدلتی رہی۔ ابتدا میں اردو شعرا کی قدردانی سے ان کی ہمتیں تازہ جاتی تھیں اور وہ اصلاح زبان کی کوشش کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ حاتم نے اپنے دیوان کے دیباچہ میں متروکات کو بالتصریح لکھ کر اس کا رستہ کھول دیا۔ ناسخ نے متروکات کے ساتھ محاورے اور اصطلاحیں بتلیں غیر فصیح اور ثقیل الفاظ اپنے کلام سے دور کر کے تمام ہندوستان پر احسان کیا۔ اس وقت میں اُن کی زبان ایک دوسری زبان ہو گئی تھی۔ اور لوگ آنکھ بند کر کے ان کے بنائے ہوئے راستے پر چل رہے تھے۔

زمانہ نے دوسری کروٹ بدلی اور امیر۔ داغ۔ جلال کے نام کا سکہ ممالک سخن میں جاری ہؤا۔ یہ سب شہنشاہ سخن انہیں گذشتہ اُستادوں کے بنائے ہوئے قوانین پر تھوڑی سی ترمیم اور تنسیخ کے بعد حکمرانی کرتے رہے۔ مگر اس فن کی مستقل کتابیں ہونے سے

عام طور پر تمام ہندوستان کے سخنوران کامل اپنے اپنے اختیار سے انہیں حضرات کے دائرہ تقلید میں رہے۔ لیکن اس ایک صدی میں بہت سے محاورے بہت سے الفاظ ٹکسال سے باہر ہو گئے۔ خاص خاص حضرات نے جن مردہ الفاظ کو چھوڑ دیا۔ ان کا کسی کتاب میں ذکر نہیں ہے۔ متروکات کا ذکر بعض بعض حضرات نے کیا۔ مگر زبان اور محاورے اور جملے کے ردوبدل کی صراحت نہ ہوئی۔ یہ معلوم کرنا مشکل تھا۔ کہ کون کون سے الفاظ زبان کے دربار سے نکال دیئے گئے۔ اس کی ضرورت نہ صرف شعرا کو تھی۔ بلکہ نثر کے انشاپرداز اس کے ادراک میں سب سے زیادہ مستحق تھے۔ اس تالیف سے دو مقصد ہیں۔ ایک تو عہد ناسخ سے آجتک کی اصلاح سخن متروکات کا سدباب غیر فصیح الفاظ کا انسداد و فصیح الفاظ کا رواج دوسرے محاورات اور اصطلاحات کے صحیح استعمال کا فیصلہ زبان کی اندرونی خرابی کی ترمیم جس سے آیندہ اردو پر خراب اثر نہ پڑے۔ اور یہ دونوں باتیں اردو کے قیام کے لئے ضروری ہیں۔ بدقسمتی سے اردو کے طرفداروں کے دو گروہ ہو گئے ہیں۔ جس طرح ہندوستان کے تمام کام اس نفاق کے ہاتھوں برباد ہو رہے ہیں۔ اسی طرح اس مایہ ترند کی مادری زبان بھی اس اختلاف مزاجی سے نشیب و فراز کا منہ دیکھ رہی ہے۔ ہماری طبیعتوں میں اس قدر اختلاف واقع ہوا ہے۔ کہ ہم کو مل کر کام کرنے کی عادت نہیں رہی۔ ایک فریق اس بات کا مدعی ہے۔ کہ زبان اس وقت ترقی کر سکتی ہے جب اس کی شاہراہ میں کسی قدر کنکر پتھر ڈالیں جائیں۔ وہ آزادی کے ساتھ ترقی کرے۔ اس میں تذکیر تانیث۔ فصیح غیر فصیح غلط اور صحیح تفعیل اور غیر تفعیل کا جھگڑا نہ پیدا کیا جائے۔ تاکہ وہ دوسری زبانوں کو اپنے ساتھ آسانی سے شامل کرے۔ دوسرا فریق کہتا ہے۔ جس دیوار کی نیو کمزور ہوتی ہے وہ بہت جلد گر پڑتی ہے۔ اگر اردو کو مہتم بالشان بنانا ہو تو وہ علمی زبان بن کر ترقی کرے تو پہلے اس کو باقاعدہ بنالو اس کی ترقی کے ساتھ ہی ساتھ اس کے اصول مفروضہ کا تحفظ بھی لازم ہے۔ اور اگر یہ تھوڑا تو ترقی درکنار۔ وہ بہت جلد تمام جنگل اور پہاڑی زبانوں کی طرح نیست و نابود ہو جائے گی کیونکہ موجودہ زبانوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے واضعوں نے ایک ایک لفظ کو تحقیق اور تدقیق کے بعد اپنی زبان میں شامل کیا ہے۔ کہ جہاں تک اس لفظ کے سمجھنے والے ملیں سب کے ذہن میں اس لفظ کے وہی معنی ہوں جو وضع کئے گئے ہیں۔ اور اسی واسطے

اُن کی گرامر محتمل ہے کہ وہ اپنے محاورے اور اصطلاح کے خلاف مستعمل نہ ہوں۔ مصادر اور مشتقات کا صحیح استعمال ہو۔ اور اسی لئے ان کے بے شمار لغت مرتب کئے گئے ہیں۔ کہ اُن کا طریق استعمال خلاف معقول پیرا نہ ہو۔ باوجود ان ہیچ انتظامات کے ان علمی زبانوں نے کس قدر جلد اور وسیع ترقی کی۔ عربی زبان کے مدبرین نے تو کمال کیا ہے۔ چند کتابیں لغت کی ایسی بنائی ہیں جس میں تمام ثقیل الفاظ جمع کر دیئے۔ پھر ہر فن کے اصطلاحوں کی لغت الگ الگ ضخیم موجود ہیں تو پھر غضب ہے اردو نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ اپنے اصول مفروضہ کی قیود کے ساتھ ترقی نہ کرے گی اس بنیاد خیال نے ہم کو اس تالیف پر مستعد کیا۔ یہ کتاب تمام اردو کے شعرا اور نثر کے لکھنے والوں اور فصیح اردو جاننے والوں کے لئے مفید ہے۔ اگر لوگ ہماری محنت کو قبول کی نظر سے دیکھیں گے اور قدر افزائی کریں گے تو انشاء اللہ ہم ایک مبسوط لغت کی کتاب جو ہمارے زیر تالیف ہے بہت جلد ملک میں پیش کرکے اردو کی خدمت سے سبکدوش ہوں گے۔ فقط

نیاز مند خواجہ محمد عبد الرؤف عشرت لکھنوی پریسیڈنٹ انجمن چشمۂ سخن قدرہ

ابتدا

پہلے ہم اُن الفاظ کا بیان کرتے ہیں جن کو ہم سے پہلے لوگ بعض الفاظ کو ثقیل اور بعض کو غیر فصیح سمجھ کر اپنے اپنے کلام سے خارج کرتے آئے ہیں۔ اور اُن کا ذکر اپنی تالیف میں کر چکے ہیں اُن میں سے بعض ایسے الفاظ کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس موقع پر قابل ذکر اور مفید ہیں۔

شیخ محمد جان شاد پیرو میر مرحوم جو اقلیم زبان میں میر تقی مرحوم کے پیرو ہیں۔ اپنے دیوان سخن بے مثل کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔ اردو میں فارسی کے حروف روابط از۔ در۔ بر۔ او۔ نہ لکھو۔ الف منادا۔ ساقیا۔ ناصحا۔ وا۔ وغیرہ اردو زبان کے خلاف ہیں۔ اُن کا استعمال ناجائز ہے۔ ترکیبی جملے ہیں جو نون غنہ آئے۔ گلچیں۔ مہجبیں۔ دوربیں۔ عالیشان۔ عالی مکان۔ بخشندہ ان کو اعلان سے نہ بولو۔ نظم کردہ یہاں وہاں کیجے کو یاں۔ واں۔ کیجے بولنا اور نظم کرنا خلاف فصاحت ہے۔ الفاظ ہندی نیں۔ جگنے۔ تشنہ۔ کبن کا اردو میں استعمال کرنا زبان کے خلاف ہے۔

میر شاد علی لکھتے ہیں کہ ہمارے استاد نے اردو انشا پردازی کے متعلق چند ہدایتیں کی ہیں عبارت بے معنی اور فضول نہ ہو۔ لفظ نامربوط نہ ہوں۔ سلاست مع بلاغت ہو۔ مسلسل عبارت میں نقص نہ ہو

الحبا وغیرہ ہو۔ بعد اضافت وواو عطف اعلان نون نہ ہو۔ مکان عالیشان۔ صاحب تحریر وخوش بیان۔ ان میں اعلان ناجائز ہے اور خلاف اردو ہے۔ ہندی فارسی کے لفظ ترکیب مضاف مضاف الیہ نہ ہو۔ پہاڑ عظیم۔ شدت دھوپ ناجائز ہے۔ عربی فارسی کے لفظوں میں الف لام ترکیبی نہ ہو حسب الفرمان غلط ہے۔ عبارت میں کلمات زوائدنہ ہوں۔ الغرض۔ القصہ۔ الحاصل غرضکہ خلاصہ اینکہ۔ پس۔ حاصل کلام یہ سب زوائد میں شامل ہیں۔ بعض جملے غلط مستعمل ہیں۔ عرصہ بعید لقشۂ ہندوستان۔ متلاشی روزگار۔ تمازت آفتاب۔ علالت مزاج۔ فرش مکلف بعض الفاظ غیر مستعمل ہیں امورات۔ خوانتینان۔ لاامکان۔ طمانیت مستقبل۔ مرغن۔ مطلا۔ کو اغذات ان سے پرہیز کرنا چاہئے بعض الفاظ مکروہ ہیں۔ ان کا اردو میں استعمال ناجائز ہے۔ لگوانا۔ ڈلوانا۔ مروانا۔ کھلوانا۔ پھروانا بعض جملے مکروہ ہیں ان کا استعمال ناجائز ہے۔ آرہے لگے۔ کہنے لگے۔ جھڑنے لگے۔ جھڑوانے لگے نکلوانے لگے۔ چلانے لگے۔ مر گیا۔ توابع مہمل کا اردو میں لانا خلاف فصاحت ہے۔ خیمہ دیمہ کھانا وانا۔ خرچ ورچ وغیرہ +

جناب کمال تحریر فرماتے ہیں۔ متروک وہ لفظ ہے جسے فصحائے اردو زبان حال غیر فصیح یا غیر صحیح سمجھ کر یا کسی اور خاص وجہ سے نظم میں لانے سے اجتناب یا احتیاط کریں۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ قیاس متروک کے متعلق اس وقت تک صحیح تھا جب تک نثر انشا پردازی کی کوئی کتاب نہ تھی۔ اب ہم نثر کے متروکات بھی لکھنا چاہتے ہیں۔ اس کو سوائے متروکات کے اور کیا کہیں +

غلط الفاظ تھا۔ قافیہ اصل میں تھا۔ تقبلہ ہے۔ آن کر۔ آن کے اب نہیں بولتے۔ آکر۔ آکے بولنا چاہئے۔ آوے۔ پاوے۔ وضو وے۔ روو ے۔ سووے غلط ہیں۔ آئے۔ پائے۔ جائے وضو ئے۔ رو ئے۔ سو ئے لکھنا چاہئے۔ اس طرح سے کو۔ اس طرح لکھنا چاہئے۔ اندھیارا۔ اندھیاری غیر فصیح ہیں۔ اندھیرا۔ اندھیری بولنا چاہئے۔ اٹھائیو۔ آئیو۔ جائیو وغیرہ غیر فصیح ہیں۔ اٹھاؤ۔ جاؤ۔ آؤ لکھنا چاہئے۔ اُجیالا اب نہیں بولتے اوجالا مستعمل ہے۔ اس پاس۔ مجھ پاس۔ اس سوا۔ تم سوا اب نہیں بولتے۔ اس کے پاس۔ میرے پاس۔ اس کے سوا۔ تمہارے سوا بولنا چاہئے اُس نے سمجھا۔ تم نے سمجھا۔ میں نے سمجھا۔ ہم نے سمجھا کے بدلے وہ سمجھا۔ تم سمجھے۔ میں سمجھا۔ ہم سمجھے بولنا چاہئے۔ کیونکہ سمجھنا فعل لازم ہے مگر اہل دلی اس کو متعدی بھی لکھتے ہیں +

آئے گلیاوہ۔ آسے قریوہ کہنا چاہئے۔ صرف گلیلو۔ قریلو کہنا چاہئے۔ بجھانا پسند آنے کے معنی

نہ بولنا چاہئے۔ تاکہ۔ غرضیکہ۔ جب کہ۔ جو کہ۔ گو کہ ان میں کاف بیانیہ لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ نزدیکین۔ تلک کو غیر فصیح سمجھ کر ترک کیا۔ بجائے اس کے تڑپ۔ تک بولتے ہیں۔ رُخ پر سے سینے پر سے نہیں بولتے۔ رُخ سے۔ سینے سے بولنا چاہئے۔ سدا ہمیشہ کے معنی پر متروک ہے۔ ستو ناجائز ہے تو کہنا چاہئے۔ مست۔ سوا۔ بجائے متروک ہیں۔ نہ۔ مرگیا۔ کیا جائے بولنا چاہئے۔ جمع غلط الفاظ۔ احبابوں۔ اشعاروں۔ اخباروں۔ اقساموں۔ عشاقوں۔ جواہرات۔ وجوہات غلط مستعمل ہیں کیونکہ یہ الفاظ خود جمع ہیں پھر جمع کی جمع لانا ناجائز ہے۔ احباب۔ اشعار۔ اخبار۔ اقسام جواہر۔ وجوہ۔ عشاق۔ کہنا چاہئے۔ آخرش غلط ہے۔ آخر صحیح ہے۔ انتظاری غلط ہے۔ انتظار صحیح ہے۔ بے پر بیکس کے معنوں پر غلط ہے۔ تابعدار غلط ہے۔ تابع صحیح ہے۔ تالاش غلط ہے۔ تلاش صحیح ہے۔ خودرفتگی غلط ہے۔ از خود رفتگی صحیح ہے۔ دوکان غلط ہے دُکان صحیح ہے فی الواقعی غلط ہے۔ فی الواقع صحیح ہے ٭

بہار ہند کے مؤلف مرزا مچھو بیگ عاشق لکھتے ہیں۔ روزمرہ وہ ہے جس میں لفظ و جملہ مقرر کیا ہوا نہ آئے۔ محاورے۔ اصطلاح مثل سے خالی ہو کسی قسم کی بناوٹ اور تکلف نہ ہو مبالغہ تشبیہات وغیرہ سے بری سادہ عبارت ہو۔ میر تقی کے مثال سے

ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا — دلِ ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا ٭

محاورہ الفاظ مقررہ کو کہتے ہیں جو قواعد صرف نحو اور روابط کے موافق ہوں یا نہ ہوں۔ واضع نے جس طرح وضع کر لیا ہو۔ مثال وہ بات کا دھنی ہے۔ چھکے چھوٹ گئے۔ اصطلاح اتفاق کرنا ایک قوم کا واسطے معین کرنے ایک لفظ کے اصل معنی کے خلاف۔ مثال وہ بڑا بہادر ہے کہیں اور مراد اس سے بزدلی ہو۔ ان کا طوطی بولتا ہے یعنی انکی شہرت ہے۔ ہر ایک قوم کی اصطلاح جداگانہ ہے ٭

مثل وہ جملے ہیں جو واضع نے کسی خاص موقع کے لئے وضع کر لئے ہوں اور وہ بطور مثال بولے جاتے ہوں مثال الٹے گاؤں اونٹ آیا لوگوں نے جانا پرمیشر آیا۔ جہاں کہیں محاورہ اور مثل دونوں شامل ہو کر جملہ بنا ہو۔ اسے محاورہ بالمثل اور مثل بالاصطلاح کہئے ٭

انجمن اصلاح سخن

کی طرف سے جو الفاظ "رسالہ گلچین" میں تحقیق ہو کر معہ دستخط ممبران کے چھپتے ہیں۔ ان میں سے چند الفاظ پیش کئے جاتے ہیں +

آفسر۔ سردار کے معنی پر مستند ہے اس کو اضافت کی ترکیب سے (افسرِ عالی مرتبت) نہ لکھنا چاہیئے۔ فارسی میں افسر کے معنی تاج کے ہیں۔ غلطیہا مضامین میں یاء تحتانی نہیں چاہیئے +

تعویذ لحد۔ لغایت فارس میں نہیں ہے۔ اس کا استعمال بہ ترکیب اضافی ناجائز ہے بغیر ترکیب لکھنا چاہیئے۔ مثال (لحد کا تعویذ)

رسانیت غلط ہے۔ رساں عوام کی زبان ہے۔ "آہستہ" صحیح ہے +

کمتی غلط ہے۔ عوام بولتے ہیں "کم" صحیح ہے +

سمبت غلط ہے۔ سابقہ فصیح ہے +

تقید غلط ہے۔ تاکید صحیح ہے +

ذرا فصیح ہے۔ ذری غیر فصیح +

"ناسخ و مومن۔ آتش۔ غالب۔ ذوق۔ امیر۔ داغ۔ جلال اور ان کے معاصرین ثقات شعرا کی تقلید تمام ہندوستان کرتا ہے۔ اور آجتک مثال میں انہیں ثقات کا کلام پیش کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس سو برس کی مدت میں بہت سے الفاظ متروک ہو گئے۔ بہت سے محاورے بدل گئے۔ بہت سی اصطلاحوں نے دوسری صورت اختیار کر لی۔ بعض مثلیں اب نہیں استعمال ہوتی ہیں۔ ان کا ذکر بالتصریح کسی کتاب میں نہیں ہے۔ اس لئے ہم ردیف وار معہ مثال اساتذہ ایسے اشعار پیش کر کے موجودہ زبان کا فرق دکھاتے ہیں فقط +

نیازمند خواجہ محمد عبد الرؤف عشرت لکھنوی پریسیڈنٹ انجمن چشمۂ سخن بندہ
ضلع گیا و سکرٹری انجمن اصلاح سخن لکھنؤ

باب الف

آوازکی ۔ ناسخ دیوان دوم سے

سنسان ہے کیا بہریں کاشانۂ ناسخ بولا نہ کوئی میں نے کئی بار کی آواز

ایسے موقع پر آوازدی استعمال کرنا چاہئے ۔

اندھیاری ۔ آتش دیوان اول سے

رخ پر اس لٹ کے چھٹنے سے ہوا دل کو یقین چاندنی سے ہے بڑا مرتبہ اندھیاری کا

ایسے موقع پر اندھیاری کا استعمال ترک ہوتا جاتا ہے ۔ اندھیری صحیح ہے ۔

اندر ۔ آتش دیوان اول سے

کیا انتظار یار کی حالت بیاں کروں رہتی ہے جان آنکھوں کے اندر تمام رات

اندر کا استعمال اب ترک ہو گیا ہے ۔ اس محل پر (میں) بولتے ہیں ۔ اندر کا استعمال بعض موقع پر فصیح بھی ہے جیسے (اندر سے پان لے آؤ) اندر ہی اندر غائب ہو گئے) اندر آؤ باہر کیوں کھڑے ہو) یا عورتوں کا محاورہ (اندروالا نہیں مانتا) یعنی دل نہیں مانتا

افسوس ۔ فانوس اور مانوس کے قافیہ میں ۔ ناسخ سے

گل نہیں جز داغ حسرت بوستان دہر میں طور ہر برگ شجر میں ہے کف افسوس کا

مطلع ۔ کھل گیا ہے پیرہن میں جسم مجھ مایوس کا ایک عالم کو گماں ہے شمع اور فانوس کا

اب واو معروف کے ساتھ ترک ہے ۔

اوپر ۔ آتش دیوان اول سے

بے یار فرش گل میری آنکھوں میں خار تھا لوٹا کیا میں کانٹوں کے اوپر تمام رات

اوپر اب متروک ہے صرف "پر" کا استعمال فصیح ہے لیکن ایسے موقع پر (اوپر چلے آؤ) (اوپر دیکھو) آہ اوپر نہیں جانے کی) اوپر والا (چاند) فصیح ہے صحیح ہے ۔

المضاف ۔ آتش دیوان اول سے

زہر پر بھی نہیں ہو گیا مجھ کو درد درماں سے المضاف کیا

المضاف بجائے الضاعف بالکل غلط ہے ۔ احتراز چاہئے ۔

آن کے ۔ مومن خاں سے

غیر عیادت سے بُرا مانتے — قتل کیا آن کے اچھا کیا

اب ترک ہے۔ آ کے فصیح و صحیح ہے ۔

آجائے ہے۔ غالب ؎

کبھی نیکی بھی اس کے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے — جفائیں کر کے اپنی یاد شرما جائے ہے مجھ سے

ترک ہے۔ آجاتی ہے شرما جاتی ہے فصیح و صحیح ہے ۔

آسمان پھرتا۔ گلزار داغ ؎

قاتل نے وقت ذبح لیا جب خدا کا نام — تھرا گیا ہے عرش پھرا آسمان پھر گیا

قابل احتیاط ہے (آسمان سے پھر گیا) مستعمل ہے ۔

آفتاب تیز ہے۔ گلزار داغ ؎

شام ہونے تو دو سہ پہر چلے جانا — ہے ابھی تیز آفتاب بہت

آفتاب کے لئے تیز بمعنی گرم قابل احتیاط ہے ۔

آپہی۔ گلزار داغ ؎

بن ترا اپنے عرض کیا حسن عالم سوز کو — ہم نظر آپہی چرا جاتے ہیں اکثر دیکھ کر

ایسے موقع پر آپ از فصیح ہے ۔

اچٹکی ہوئی تقدیر۔ گلزار داغ ؎

گر رسائی چاہتی ہے اور تو اپنا عروج — لے قضا اپنے جا کسی چٹکی ہوئی تقدیر سے

اچٹکی ہوئی تقدیر دیکھا نہیں گیا ۔

اک اشکال ہے۔ گلزار داغ ؎

بدنصیبی کو نکلتا اس سے اک اشکال ہے — میرے ماتھے کی لکیریں کیں بلا کا جال ہے

اس موقع پر ایک اشکال غیر صحیح ہے اور (لکیریں جال ہیں) کہنا چاہئے ۔

اس طرح سے۔ آفتاب داغ ؎

آئے کبھی تو وہ منہ کو چھپائے ہوئے آگئے — اس طرح سے آئے کہ نہ آئے مرے آگے

اس طرح سے اب متروک ہے (اس طرح) کہنا چاہئے ۔

استادوں۔ امیر مراۃ الغیب ؎

نہ مجنوں ہے نہ وامق ہے نہ فرہاد — مرے سب آشناؤں نے قضا کی

گو شعرا نے دوستی کے معنی پر کثرت سے استعمال کیا ہے مگر بول چال میں عموماً اس کا اطلاق
ناجائز تعلق کے بنا پر ہوتا ہے۔ اس لئے قابل احتیاط ہے ؛

اور فع کے وزن پر۔ امیر۔ صنمخانۂ عشق سے

دل جو دیں اُن سے تو ایجاب تو کہا ہے دا — اور روا رکھتے ہو پھر مجھ میں پھر آنا دل کا

ایسے موقع پر بوزن فع اب متروک ہے ؛

ایک ٹنّ ٹنّا۔ ہنکاڑی بہنی ہے۔ ناسخ دیوان دوم سے

ہاتھ میں جو نا تھا اس کا لیلیا اس تمّ میں — ہنکاڑی بہنی ہے میں ایک ٹنّ ٹنّا تھے میں

اب ایک ٹنّ ٹنّا بغیر تک کے غیر فصیح ہے ؛

اس سوا۔ ناسخ دیوان دوم سے

مجھ کو چھوڑا تو چھوڑو غیر کو بھی — اس سوا اور التماس نہیں

اس سوا غیر فصیح ہے اب (اس کے سوا) بولنا صحیح ہے ؛

آرہی۔ مومن سے

بندگی کام آرہی آخر — میں نہ کہتا تھا کیوں سلام مرا

آرہی غیر فصیح ہے کام آئی کام آگئی صحیح ہے ؛

انکھڑیاں۔ جلال۔ نظم نگارین سے

اپنی شوخ انکھڑیوں میں مجھے تو چھپا لینے دو — راہ پر آئیں جو یہ خانہ خراب آنے دو

انکھڑیاں اب بول چال میں نہیں ہیں ؛

اندر باہر لگے ہوئے ہیں۔ امیر مرآۃ الغیب سے

کیا حال سناؤں حواس اُس پری کے — اندر لگے ہوئے ہیں باہر لگے ہوئے ہیں

ذم کا پہلو ہے احتیاط چاہئے ؛

آبادی۔ بستی یا بسی۔ مرآۃ الغیب سے

بادہ خواروں کا نرالے سے جدا عالم ہے — بھٹیاں ہوتی ہیں آبادی سے اکثر باہر

آبادی کی (دی) کا تقطیع سے گرنا خلاف ہے ؛

اُس نے ہنس دیا۔ مومن سے

دیکھا شکار لاگوں رقیب اُس نے ہنس دیا — دیکھا نہ مجھے دیدۂ خون بار کی طرف

غیر فصیح غیر صحیح ہے (اسے ہنسی آگئی) وہ ہنس دیا بولتے ہیں کیونکہ ہنسنا مصدر لازم ہے ٭

انگریز۔ ناسخ دیوان دوم سے

دل ملک انگریز میں جینے سے تنگ ہے — رہنا بدن میں روح کو قید فرنگ ہے

انگریز بہ تشدید کاف غیر فصیح و غیر مستعمل ہے اور الف ممدودہ سے بھی غلط ہے انگریز بروزن نگریز صحیح ہے

النگ۔ ناسخ سے

آئینہ خانہ دل میں حیراں ہے کیا وسیع — سد سکندر ایک اسی کی النگ ہے

النگ غیر فصیح ہے (طرف) استعمال کرنا چاہئے ٭

اندھیاریاں۔ آتش دیوان اول سے

اے خط اس کے گورے گالوں پر یہ تو نے کیا کیا — چاندنی راتیں یکایک ہو گئیں اندھیاریاں

اندھیاری و اندھیاریاں غیر فصیح ہے ٭

اُگلانا۔ آتش دیوان اول سے

ہے یہ امید قوی زلف رسائے یار سے — گنج چھینے میرے اُگلائے وہ ناگن یار سے

اُگلنا مصدر متعدی ہے اس کا متعدی المتعدی (اگلوانا) صحیح ہے اُگلانا غیر فصیح و غیر صحیح فقط

باب ب

بن۔ غالب سے

نظر میں کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی — ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر در و دیوار

آتش دیوان اول سے

دام میں لا کر کیا جب بن چھری اس نے حلال — باغباں بھی ہو گیا عاشق مرے صیاد کا

ایسے موقع پر (بے) فصیح ہے بن متروک ہے ٭

بل بے۔ ناسخ دیوان اول سے

بل بے طول شب فرقت نہ ہوئی اب تک صبح — ہو گئی آہ مرے موئے سیہ فام سفید

گلزار داغ سے

عہد طفلی میں بھی تھا میں بسکہ سودائی مزاج بیڑیاں منت کی بھی پہنیں تو پہنے بیماریاں

بیماری کی جمع بیماریاں غیر فصیح و متروک ہے (بیماری) مستعمل ہے اور وہی جمع کے بھی معنی دیتا ہے (بیڑیاں بیماری ہیں) ایسے موقع پر یوں کہنا چاہئے (منت کی بیڑیاں بھی ہیں پہنے بیماری پہنیں)

برہمن نہ ہو۔ آتش دیوان اول سے

آتش جو پیسے پہلے تو آتش کی بڑائی مان عاشق ہے اس صنم پہ تیرا برہمن نہ ہو

برہمن نہ ہو خلاف فصحا ہے اس محل پر (برہمن نہیں) کہنا چاہئے نہ ہو کا استعمال ایسے موقع پر ہو سکتا ہے (سامنے سے ایک آدمی بھیڑ اٹھائے قشقہ لگائے آرہا ہے دیکھنا کہیں برہمن نہ ہو)

پیوستہ و پیشہ کا قافیہ۔ ناسخ دیوان دوم سے

سبزہ خط نے پیدا ہے لب جاناں کا رنگ پیش از نشہ ہے جو تنا ان لوں وہ پیشہ ہے

کوشش خفا ہے شیشہ ناز کی نازکی از دل آسیخ شراب تا شکستہ ہے

پیشہ کا قافیہ پیوستہ و شکستہ کے ساتھ شیخ ناسخ نے نظم فرمایا اس قافیہ میں حرف (س) ساکن قید ہے اور حرف (ت) روی ہے اور حرف (ہ) وصل واقع ہوا ہے ایسی حالت میں کہ قید اور حرف وصل دونوں واقع ہوں ما قبل قید جس کا نام حذو ہے نزد اہل فرس اختلاف حرکت جائز ہے لیکن اردو میں کہیں ایسا دیکھنے میں نہیں آیا۔ لہذا احتیاط چاہئے۔

پہ ۔ ضمیر عشق سے

سر سے اٹھا کے ہاتھ ہوا سرفراز میں دنیا پہ لات مار کے پامرد ہو گیا

گلزار داغ سے

ہم پہ ہے کیوں یہ غصہ مرتے ہیں پہ اجل ہم دشمن پہ ہو تو ہرگز قائل نہیں قضا کا

کرشمہ گاہ سخن جلال سے

دل کس کو دیا لاکھ پہ پوچھا کئے احباب دل ہی میں رہا لب پہ تیرا نام نہ آیا

پہ کا استعمال اب اکثر فصحا نے ترک کر دیا ہے اس کے بجائے پر بولتے ہیں آخر میں داغ و جلال نے بھی ترک کر دیا تھا۔

پر ۔ گلزار داغ سے

مُشتاق بہت ہیں مرے کہنے کے پہ داغ　　یہ وقت ہی ایسا ہے کہ ہیں کچھ نہیں کہتا

ضمخانۂ عشق ؎

جان آنکھوں سے دم تن سے نکلتے ہوئے دیکھا　　پر دل سے نکلتے ہوئے ارماں نہیں دیکھا

پر کا استعمال (لیکن) کے معنوں پر اب فصحا نے ترک کر دیا ہے آخر میں داغ و جلال نے بھی ترک کر دیا تھا

پھلڑا - آتش ؎

فرش بے صرفہ ہے خون گنہگاران عشق　　پھول سے رنگیں پھلڑا یہ تری شمشیر کا

پھلڑا متروک غیر فصیح ہے (تلوار کا پھل) بولتے ہیں۔

پسینہ جھاڑنا - ناسخ ؎

پسینہ اپنے ماتھے کا نہیں جھاڑا ہے انگلی سے　　یہ سب بے قدر نے توڑا ہے سلک گوہر مکنون کو

پسینہ جھاڑنا سنا نہیں گیا۔ پسینہ پوچھنا بولتے ہیں۔

پسارنا - آتش مرحوم ؎

گلگوں نظر سے اشک خونی اُتارتے ہیں　　گلچیں ہمارے آگے دامن پسارتے ہیں

پسارنا متروک ہے فصحا پھیلانا بولتے ہیں۔

پرے - غالب ؎

نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا اور اب　　لب تک آتا ہے جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے

پرے اب متروک ہے۔

پہلو بحذف واو - آتش دیوان اول ؎

گرمیٔ بغل کو پہلو میں دل کی جگہ رکھا　　یوسف سے بھی عزیز سے ہم نے فزوں کیا

پہلو فارسی کا لفظ ہے۔ اس کو حرف آخر (واو) کا گرانا جائز ہے۔

پکارے - مرزا الغیب ؎

ہوں وہ کش جو کروں رُخ در توبہ کی طرف　　بہکے جاتے ہو پکارے دہن خُم مجھ کو

پکارے بجائے (پکار کر کہنے کے) غیر فصیح ہے۔

پر رکھے جاتا ہے - ناسخ دیوان اول ؎

نامۂ شرح جدائی یہ نہیں دستار میں　　پر رکھے جاتا ہے مرغ نامہ بر سر خار کا

پڑ رکھے جانا غیر فصیح ہے (رکھے ہوئے جانا ہے) کہنا چاہئے۔

پورے - مومن سے

تجھے دینے کا کبھی دیکھ لے اے آہ ٹھکانا ۔۔۔ کس پورے پہ لیتی ہے تو تاثیر دعا قرض

(پورے) غیر فصیح ہے (بھروسے پر) کہنا چاہئے۔

پچھلے پہر سے - آتش سے

روانہ ہوتا ہے پہلو سے پچھلے پہر سے یار ۔۔۔ چراغ صبح سے کرتا ہوں بیشتر خاموش

(پہر) اسم زماں ہے اس میں ایک (ری) زیادہ کر کے استعمال کرنا بہتر نہیں۔

پیئے سے - آتش دیوان اول سے

ہوتی ہے ذہن میں نشے کے وصل ہی ہوا تیرے وصل ۔۔۔ کیا ہجر میں شراب پیئے سے ہو غم غلط

پیئے سے غیر فصیح ہے (پینے سے) کہنا چاہئے۔

پیر بہ یائے معروف - ناسخ دیوان دوم سے

ہم نمازوں میں جو تا دیر کھڑے رہتے ہیں ۔۔۔ سامنے یہ بت بے پیر کھڑے رہتے ہیں

پیر بیائے معروف مستعمل ہے اس کا قافیہ تیر کے ساتھ صحیح ہے (دیر) کے ساتھ متروک اور غیر فصیح ہے۔

پیری بسقوط یاء - ناسخ سے

سچ ہے فراق میں نہ ملی قدر شب فراق ۔۔۔ آیا ہے یاد پیری میں عالم شباب کا

پیری کی (ی) کا تقطیع سے گرانا جائز نہیں۔

پیر - آفتاب داغ سے

کیوں دعوئی رقیب سراپا غلط نہ ہو ۔۔۔ جب اس کی بات کا کوئی سر ہو نہ پیر ہو

پیر متروک اور غیر فصیح ہے، پاؤں فصیح و مستعمل ہے۔

باب (ح)

حضور - امیر مرآۃ الغیب سے

کیا حقیقت دو جہاں کی سوشل کے حضور ۔۔۔ لامکاں اک مختصر گوشہ ہے اس تعمیر کا

ناسخ دیوان اول سے

دل کیا ہیں میری آہ کے تاثیر کے حضور ۔۔۔ دم بھر میں کر دے قطرۂ خون ہر شرار کو

حضور سامنے کی معنوں اردو میں مستعمل نہیں یہاں (سامنے) فصیح ہوتا ہے ۔

حورا - آتش سے

غم نہیں کوئے بتاں میں جو نہیں جا خالی — باغ فردوس میں ہے پہلوئے حورا خالی

حورا حور کی جمع غیر فصیح مستحسن الترک (حور) مستعمل ہے ۔

(باب الخ)

خوش بقافیہ غش فتح او سے ناسخ سے

آج خلوت میں دل پُر آغوش ہے — ساقی سیم ساق مہوش ہے

ہمسفر رہ ہے جس میں بیچ کی آتش ہے — دست بحر بہشت مقام آتش اش ہے

خوش کا قافیہ مہوش کے ساتھ جائز نہیں ہے ۔

خونخواری سقوط یا سے - ناسخ دیوان دوم سے

شب وصل میں بھی ہاتھ سے تلوار نہ چھوٹی — خونخواری کی عادت ہے جو لے یار نہ چھوٹی

فصحاء حال کے نزدیک فارسی (ی) کا تقطیع سے گرانا جائز نہیں ۔

خوشی پھرتے ہیں - آتش دیوان دوم سے

بہار گلستاں کی ہے آمد آمد — خوشی پھرتے ہیں باغباں کیسے کیسے

(خوش خوش پھرتے ہیں) فصیح ہے ۔

خون جگر کھالیا - مہتاب داغ سے

کھالیا ہم نے شب ہجر میں سب خون جگر — روز فرقت ہیں اب صاف گذر جائیگا

خون جگر کھا لینا نہیں بولتے (پی لینا) کہتے ہیں ۔

(باب الدال)

دولت - ذوق سے

تو دیکھیو کہ کیسی آفت ہے جہاں میں تمہارے بعد عیش — اور گر کیا تو ہم الم تمہاری دولت دیکھیں گے

ناسخ دیوان اول سے ۔

نقد جاں مانگے جو سائل کوئے جاناں تو دو دل — ان دنوں ہیں عشق کی دولت بڑا حاتم ہوا

(دولت) یعنی وجہ سے اسے (بدولت) بولتے ہیں - آپ کی بدولت مجھ کو یہ پیسہ مل گیا - آپ کی بدولت

میرا کام ہوگیا (یعنی آپ کے سبب سے آپ کی وجہ سے میرا کام ہوگیا)

دینی مصدر کے معنی پر۔ ناسخ دیوان دوم ؎

اگر دہلیز چھونے کی تجھے تعذیر دیتی ہے ہمارے ہاتھ بند ھوا اپنے دروازے کے بازو سے

(تعذیر دیتی) یعنی تعذیر دینا ہے یا روٹی کھالی مٹھائی لالی ہے اس طرح کے وہ تمام الفاظ جن کی مصدری علامت بدل کر مصدر کے معنی لئے جائیں۔ فصحاء حال کے نزدیک ناجائز ہے۔ روٹی کھانا تھی مٹھائی لانا تھی۔ تعذیر دینا تھی۔ بولنا چاہیئے مگر دہلی کے فصحا اس کو جائز رکھتے ہیں +

دانت جھڑنا۔ ذوق ؎

مارے گر سیلی وہ زلف پر عرق جھڑ پڑیں دنداں وہاں یار سے

(جھڑ پڑیں دندان) شاید قدماء دہلی کا محاورہ ہو لیکن اب فصحا (گر پڑیں) بولتے ہیں +

دھرنا۔ امیر صنمخانۂ عشق ؎

نہ پوچھ کی کہئے انہیں خبر کہ گیا جہان سے کوئی گذر اسی آرزو میں گئی بہ میری لاش دھری رہی

ولہ

لگاتے ہیں جو سُرمہ آئینہ کو دُور دھرتے ہیں ستم دیکھو وہ اپنی چتونوں سے آپ ڈرتے ہیں

دھرنا متروک ہے (رکھنا) بولنا چاہیئے +

دھول دھپا غالب ؎

دھول دھپا اس سراپا ناز کا شیوہ نہ تھا ہم ہی کر بیٹھے تھے غالبؔ پیش دستی ایک دن

دم ہوچکا۔ مہتاب داغ ؎

بحر الفت سے نکالیں آشنا تھک گیا ہوں مجھ میں دم بس ہوچکا

دم ہوچکا غیر فصیح ہے (دم آچکا) کہنا چاہیئے +

دوُن کی لینا۔ امیر مرآۃ الغیب ؎

بس بس زبان روک لو اتنا نہ بڑھ چلو ہم چُپ ہیں آپ دوُن کی سو بار لیجئے

دوُن کی لینا عامیانہ محاورہ غیر فصیح ہے +

باب (ذال)

ذری۔ ذوق ؎

ہنگام بوسہ گرم جو وہ اک ذری ہوئے شُکر تو تھے پہنچے سے شُکر تری ہوئے

ذری متروک ہے ذرا فصیح *

باب (ر)

رکھیو ۔ غالب سے

بزم شہنشاہ میں اشعار کا دفتر کھلا رکھیو یارب یہ درِ گنجینۂ گوہر کھلا

رکھیو ۔ اٹھائیو ۔ آئیو ۔ کہیو ۔ چلیو ۔ لیجیو ۔ دیجیو سب متروک ہیں ۔ ان کی جگہ پھر رکھنا ۔ اٹھانا ۔ آنا کہنا ۔ چلنا ۔ لینا ۔ دینا ۔ بولے جاتے ہیں ۔ کیونکہ مصدر کی علامت کو بدلکر مصدر کے معنی لینا جائز نہیں ہے *

باب (ز)

زور ۔ ناسخ دیوان دوم سے

خود ہنستے ہو اغیار سے ہنسواتے ہو ہم کو یہ زور ہنسی ہے کہ رُلا جاتے ہو ہم کو

زور (خوب) کے معنی پر اب نہیں بولا جاتا (قوت) کے معنی پر مستعمل ہے ۔ ایسے موقع پر خوب بولنا چاہیئے

زبان پھرنا ۔ آفتاب داغ سے

اس کے آگے زبان مشکل سے دہن نامہ بر میں پھرتی ہے

(زبان پھرنا) فصحاء حال نہیں بولتے (زبان کھلنا) بولتے ہیں اور یہی مستعمل ہے *

باب (س)

سان ۔ ناسخ سے

وہ ہوں عاشق کہ اگر قتل مجھے کر کے چلے سایہ سان روح بھی میری پسِ جلاد گیا

سان متروک ہے ۔ اس موقع پر (مانند) یا (طرح) بولتے ہیں *

سلاء ۔ ناسخ سے

ایسا خفا ہوا مرے نالوں سے اے جنون ظالم نے جاء چاک گریباں سلاء ہونٹ

سینا کی متعدی سلوانا ہے اس لئے سلائے کی جگہ (سلوائے) کہنا چاہیئے *

بیچ مچ ۔ ناسخ سے

کھینچ چلا آخر کو جذب حسن سے بیچ مچ اے ناسخ تو اب مجذوب ہے

بیچ مچ جھوٹ موٹ نام وام رولا دولا تمام توابع مہمل فصحاء حال نے ترک کر دیئے ہیں *

سو۔ غالب سے

بھاگے تھے ہم بہت سو اسی کی سزا ہے یہ
ہو کر اسیر دابتے ہیں راہزن کے پاؤں

ناسخ سے

پیٹا جو میرے غم میں وہ رشکِ نیل ہو گئے
تھی یاسمن سفید سو ہے یاسمن کبود

سو متروک ہے۔ اس کی جگہ تو مستعمل ہے +

سدا۔ مومن سے

دشمنِ مومن رہے ہے یہ بتِ سدا
مجھ سے میرے نام نے یہ کیا کیا

سدا ہمیشہ کے معنی پر اب نہیں بولتے +

سکھلانا۔ مومن سے

پھرتے ہیں سو سو طرح دل میں جی میں ٹھنی ہے
کوٹھے پہ وہ دھوپ میں بال کھڑے سکھلاتے ہیں

سکھلانا عوام کا بنایا ہوا ہے۔ سکھانا متعدی ہے۔ اس کو فعل لازم سمجھ کر سکھلانا اس کا متعدی سمجھنا غلط ہے اس لئے (سکھاتے ہیں) کہنا چاہئے +

سمجھا ہوں میں۔ ناسخ سے

دیکھ کر روز سپید کرتا میں یہ سمجھا ہوں میں
دھوپ کی شدت سے کان تک کالا ہو گیا

(سمجھا ہوں میں) سے (سمجھتا ہوں میں) زیادہ فصیح ہے +

سر پر سے گلزار داغ سے

ہمسری تجھ سے کرے گر آسماں
صدقہ کر ڈالیں ترے سر پر سے ہم

سر پر سے غیر فصیح ہے (سر سے) فصیح ہے +

سیہ بقافیہ کہہ ورہ۔ مہتاب داغ سے

وہ رشکِ حور شب کو کہیں جا کے رہ گیا
کوئی فرشتہ کان میں میرے یہ کہہ گیا

سائے سے جس کے داغ پڑے ہیں زمیں پہ
یہ کون آج گھر سے ترے روسیہ گیا

سیہ کا قافیہ رہ اور کہہ کے ساتھ باندھنا خلاف فصاحت ہے +

سند لیا۔ مہتاب داغ سے

سنکے وہ حال مرا غیر سے فرماتے ہیں
آئے ہیں آپ محبت کا سند لیا لیکر

سند بیا غیر فصیح ہے (پیغام) کہنا چاہیئے۔

باب (ص)

صفا - آتش دیوان اول سے

صفا ہوا نہ ریاضت سے نفس امّارہ — کوئی نجاست سگ کا ازالہ کیا کرتا

صفا صاف کی معنی پر اب استعمال نہیں کیا جاتا۔

باب (ط)

طرفدار - امیر صنمخانہ عشق سے

ہوا جب سے وہ گل طرفدار غیر — مرے حق میں کانٹے ہی بویا گیا

طرفدار غیر بترکیب فارسی بمعنی جانبدار۔ طرفدار فارسی میں جانبدار کے معنی پر کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ کیونکہ فارسی میں طرفدار بادشاہ کے معنی پر ہے۔ نظامی سے طرفدار نیم تو ئی بیگماں۔ لہذا اس کو فارسی سمجھکر اضافت کیساتھ باندھنا اور جانبدار کے معنی لینا ناجائز ہے ہاں اردو میں لکھنا بغیر ترکیب اضافی کے صحیح ہے۔

باب (ع)

عرصہ - غالب سے

کرتا ہوں جمع پھر جگر لخت لخت کو — عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کئے ہوئے

عرصہ بمعنی مدت آجکل بانوں پر بہت جاری ہے مگر احتیاط لازم ہے کیونکہ عرصہ بمعنی میدان ہے۔

گلزار داغ سے

عرصہ حشر میں اللہ کرے گم مجھ کو — اور پھر ڈھونڈھتے گھبرائے ہوئے تم مجھ کو

باب (غ)

غشی - ذوق سے

نبضیں چھوٹی ہوئی غشی طاری — ایک فرقت ہزار بیماری

غشی بمعنی غش ناجائز ہے اس موقع پر (غش) بولنا چاہیئے۔

باب (ک)

کون - آفتاب داغ سے

کون مدّت سے ہے عادت مجھے تنہائی کی | پاس فردوس کے سنسان بیاباں ہوتا

کون اس محل پر غیر فصیح ہے (کتنی) مستعمل ہے۔ لیکن کون۔ داغ ؎

کون آتا ہے بُرے وقت کسی پاس کے داغ | لوگ دیوانہ بتاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

اس محل پر مستعمل ہے +

کیجئے ۔ گلزار داغ ؎

غضب ہیں جان کیا کیجے بدلہ رنج فرقت کا | بدی سے کر نہیں سکتی خوشی سے ہو نہیں سکتا

کیجے متروک (کیجئے مستعمل ہے +)

کفارہ ۔ آتش دیوان اول ؎

رنگ زرد لب خشک مژہ خوں آلود | کشتۂ عشق ہیں ہم ہے یہ کفارا اپنا

(کفارہ) بتشدید (ف) صحیح ہے +

کیسے ۔ امیر مرآۃ الغیب ؎

غضب ہے انسان دم مصیبت جو سمجھے نقصان بے خدائی | کہ دیکھ جھکی کہ بات کیسی ہم ہیں تشویش میں بشک ہو کر

(کیسے) کیونکہ کے معنی پر غیر فصیح ہے (کیسے در است نہیں ہے) لیکن کس طرح کی معنی پر بولا جانا ہے (کیسے ہوا)

کی طرح سے ۔ امیر مرآۃ الغیب ؎

ہوں بگولے کی طرح سے میں سراپا گردش | رات دن پاؤں بھی چکر میں ہیں سر کی صورت

(کی طرح سے) متروک ہے (سے) زاید ہے (کی طرح بولنا چاہئے +

کڑی کرنا ۔ امیر مرآۃ الغیب ؎

کڑی اتنی نہ کر رسوا کریگی کیا قیامت ہیں | کہیں سخت جانی ہاتھ چھوٹا ہو نہ قاتل کا

(کڑی کرنا) ذم کا پہلو رکھتا ہے اور عامیانہ بولی ہے +

کھوج ۔ ذوق ؎

کہاں ڈھونڈے کوئی دل کو ہجوم داغ سوزاں ہیں | ملے کھوج ایک پروانے کا کیا گنج چراغاں ہیں

کھوج متروک (پتہ) صحیح اور فصیح ہے +

کیونکہ ۔ مومن ؎

کیونکہ امید وفا سے ہو تسلی دل کو | فکر ہے کہ وہ عدے سے پشیمان ہوگا

کیونکہ متروک (کیونکر) مستعمل ہے (کیونکہ) بعض محل پر مستعمل ہے۔ آپکی بات صحیح نہیں ہے کیونکہ میں نے تحقیق کی

کام نکلتا ۔ مومن ؎

کیوں کام طلب ہے مرے آزار سے گردوں | ناکام سے دیکھا ہے کبھی کام نکلتا

(کام نکلتا) غیر فصیح (کام نکلتے) مستعمل ہے لیکن کام نکلتا ایسے موقع پر مستعمل (ان سے کیا کام نکلتا)

کبھو بقافیہ گلو ۔ ذوق ؎

کہے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا | کمی جو اس میں کرے تو پئے لہو میرا
نظر جو آتا ہے اب تک فلک کا رنگ سیاہ | پڑا تھا سایۂ بخت سیہ کبھو میرا

(کبھو) متروک ہے کبھی مستعمل ہے۔ اس کا قافیہ گلو کے ساتھ ناجائز ہے ؛

کسو ۔ ترک ہے (کسی کی) مستعمل ہے ؛

کٹانا ۔ آتش ؎

کس خوشی سے ڈر کر عاشق کٹاتے ہیں گلا | لغزش حب آثر کی جوہر ہے تری شمشیر کا

(کٹاتے ہیں) غیر فصیح (کٹواتے ہیں) صحیح کیونکہ اس کا متعدد المتعدی کٹوانا ہے کٹانا نہیں ہے ؛

کور بواو معروف ۔ ذوق مرحوم ؎

ازل سے یوں دل عاشق ہے نور کی قندیل | کہ جیسے عرش خدائے غفور کی قندیل
سمجھتا قدر ہے ناقص کب اس غزل کی ذوق | یہ روشن آگے کیوں پیش کور کی قندیل

(کور) میں واو معروف نہیں ہے واو مجہول ہے حال کے فصحا اس کا قافیہ نور و دور کیساتھ ناجائز سمجھتے ہیں ؛

کھڑکاء کھجلاء ۔ ذوق ؎

رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکاء ہے | مژدہ خار دست پھر تلوار میرا کھجلاء ہے

(کھڑکاء کھجلاء) قدامت کے مضارع ہیں اس میں (ہے) لگاکر حال بنالیا کرتے تھے مگر اب فصحاء حال کھڑکا ہے کھجاتا ہے ۔ جاتا ہے ۔ کھاتا ہے ۔ بھاتا ہے ۔ پھر جاتا ہے بولتے ہیں ؛

کتابنوں ۔ ذوق ؎

بات قسمت کی ہے کہ لکھتے ہیں | خط وہ کن کن کتابنوں سے مجھے

(کتابنوں سے) متروک ہے اب (کتابوں سے) مستعمل ہے ؛

باب (گ)

گھورنا ۔ ناسخ دیوان دوم ؎

ہم گھٹو یہ ہی جائیں گے تو ہر چند خفا ہو　　ٹلنے کی نہیں ایسی ہے اس وقت اڑی آنکھ

(گھٹورنا) کا استعمال اب فصحا میں کم ہے

گھائل بقافیہ دل ناسخ سے

موت ہے نزدیک مجھے کوئے قاتل دور ہے　　پاس آپہنچا ہے رہزن اور منزل دور ہے

اضطراب دوری محبوب میں معذور ہوں　　کیوں نہ تڑپے اس قدر قاتل سے گھائل دور ہے

(گھائل) بفتح یاء ہے (دل) کے ساتھ اس کا قافیہ ناجائز ہے ۔

باب (ل)

لون ۔ ذوق سے

زخم دل پر مرے کیوں مرہم کا استعمال ہے　　مشک گر منگا ہے تو کیا لون کا بھی کال ہے

ناسخ دیوان اول

گر سودہ الماس نہ تھا لون چھڑکتا　　یہ ہر وہن زخم کو قاتل سے گلا ہے

(لون) متروک ہے (نمک) مستعمل ہے ۔

باب (میم)

میں نے خواب کیا ۔ امیر مرآۃ الغیب سے

نماز پڑھ کے عشا کی جو میں نے خواب کیا　　تو پچھلی رات کو دیکھا کہ کوئی شکل سروش

(خواب کرنا) خلاف محاورہ ہے اصل میں خواب کروں گا ترجمہ ہے ۔ مگر فصحاء اردو میں خواب آنا اور سونا بولتے ہیں ۔ لہذا قابل ترک اور احتیاط ہے (میں سویا) یا (میں سو گیا) یا (مجھ کو خواب آگیا) بولنا چاہیئے (میں نے خواب کیا) بالکل غیر فصیح ہے ۔

مقدر نے رو دیا ۔ گلزار داغ سے

محبت نے کی جب مری دستگیری　　مقدر نے رو رو دیا ہاتھ مل کر

رونا فعل لازم ہے اور فعل لازم کے ساتھ (نے) نہیں لاتے ۔ مقدر نے رو دیا کتنا غیر فصیح ہے اس طرح میں نے ہنس دیا ناجائز ہے ۔ مقدر رو دیا کہنا چاہیئے (یعنی مقدر ہاتھ مل کر رو دیا) فصیح ہے ۔

مُوا ۔ امیر مرآۃ الغیب سے

مُوا کہ زندہ رہا نامہ بر نہیں معلوم　　کچھ آج تک نہیں اس کی خبر نہیں معلوم

مومن سے

سم کھا مُوئے تو درد دل زار کم ہُوا ۔ بارے کچھ اس دوا سے تو آزار کم ہُوا

(مُوا) متروک ہے (مر گیا) مستعمل ہے۔

میاں ۔ امیر صنمخانۂ عشق سے

مجھ کو گلیوں میں جو دیکھا چھیڑ کر کہنے لگے ۔ کیوں میاں کیا ڈھونڈتے پھرتے ہو کیا جاتا رہا

آتش سے

دہن ہیں آپ کے البتہ مجھ کو حجت ہے ۔ کمر کا بھید جو پوچھو میاں نہیں معلوم

(میاں) متروک ہے۔

مارے ۔ آتش سے

رشک کے مارے زمرد خاک میں مل جائیگا ۔ بندہ پراس گوش کے فیروزہ ہیرا کھائیگا

مرتے ہیں رشک کے مارے ہیں یوار رقیب ۔ شور کرتا ہے جو پازیب کا وانا شب وصل

رشک کے مارے مرتے ہیں یعنی (رشک کے سبب سے مرتے ہیں) یا تمہارے مارے ہم نہیں آتے یعنی تمہارے سبب سے (مارے) کے معنی (سبب) کے ذمعا نہیں لیتے اب متروک ہے ہاں (مارے) کے معنی مارنے کے لئے جاتے ہیں جیسے جس کو شہ جابد نا ہُو ہاتھ مارے" (مارے کو ڑوں کے اڑا دوں گا) صحیح ہے۔

مچا لیجیو ۔ ناسخ دیوان دوم سے

شب فرقت میں مچا لیجیو غُل میری طرح ۔ اے مؤذن ہے یہ شب وصل خدارا خاموش

مچا لیجیو متروک ہے (مچا لینا) صحیح ہے۔

مُند ۔ غالب سے

مُند گئیں کھولتے ہی کھولتے آنکھیں ہے ہے ۔ خوب وقت آئے تم اس عاشق بیمار کے پاس

مُند گئیں متروک (بند ہو گئیں) مستعمل ہے۔

مت ۔ غالب سے

شمع اسباب گرفتاری خاطر مت پوچھ ۔ اس قدر تنگ ہُوا دل کہ میں زنداں سمجھا

(مت) متروک ہے (نہ) مستعمل ہے لیکن مت (سمجھ) کے معنی پر مستعمل ہے (تمہاری مت ماری گئی)

مانگے ہیں ۔ غالب سے

چھوڑ کر جاتا تن مجروح عاشق حیف ہے　　دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا تک

مانگے ہیں۔ اب نہیں بولتے (مانگتے ہیں) کہتے ہیں۔ ہاں ایسے محل پر کہ "آپ سے دو روپے مانگے ہیں" "آپ سے دوشالے مانگے ہیں" ماضی قریب کے معنی پر بولتے ہیں لیکن یہ بھی غیر فصیح ہے منگوائے ہیں" کہنا چاہئے۔ کیونکہ متعدی المتعدی ہے۔

مر لینا۔ امیر صنمخانہ عشق سے

نہ تو رات شام سے آکر شب فراق میں دم　　ابھی تو رات ہی ساری پڑی ہے مر لینا

مر لینا غیر فصیح مرجانا فصیح۔

مطالع۔ آتش سے

لکھے ہیں سرگذشت دل کے مضمون سیر ابر میں　　تماشا قتل گہ کا ہے مطالع میرے دیوان کا

مطالعہ صحیح ہے۔

مقنع بروزن ارفع۔ ناسخ دیوان اول سے

غرور اوج دوروزہ عبث ہے تجھ کو اے اسفل　　ہیں مثل ماہ گردوں ہو تو مثل ماہ مقنع ہے

مقنع بہ تشدید بروزن ملمع صحیح ہے۔

باب (نون)

نگھرا۔ امیر صنمخانہ عشق سے

دیکھوں اب خانہ خرابی مجھے لیجائے کہاں　　نگھرا کر کے تو میں سیدھا رے گھر کو

نگھرا عورتوں کا محاورہ ہے مرد (بیگھر) بولتے ہیں۔

ناںگون۔ امیر صنمخانہ عشق سے

جو آنا ہے وہاں سے پھیر اتن پر نہیں لاتا　　عدم بھی یا الٰہی کیا کوئی ناںگوں کی بستی ہے

(ناںگون) غیر فصیح ہے (ننگون) فصیح ہے۔

نگر۔ ناسخ دیوان دوم سے

دل پہ ظاہر ہے حال ہر دل کا　　اس نگر میں کدھر کی ڈاک نہیں

نگر متروک۔ "شہر" مستعمل۔

نہورانا۔ آتش دیوان اول سے

تواضع دشمن جاں کی زیادہ قتل کرتی ہے ۔ خم شمشیر معشوقوں کا نہورا ہے گردن کا
نہورانا متروک (جھکانا) صحیح ۔

نہوے ۔ آتش دیوان اول سے

حیف کی چاہیے نہوے نرم وچرب اسکی زبان ۔ پرورش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا
نہووے متروک (نہ ہو) مستعمل ہے ۔

نے ۔ آتش دیوان اول سے

مژگان یار تیر ہیں ابرو کمان ہے ۔ نے اس کمان کا مثل نہ اس تیر کا جواب
نے متروک ہے (نہ) مستعمل ہے ۔

نمط ۔ ذوق سے

ہے قطع رہ عشق میں اے ذوق اشرط ۔ یاں شمع نمط سرہی کے بل جائے تو اچھا
(نمط) غیر فصیح (طرح) بولنا چاہئے (یاں) متروک (یہاں) مستعمل ہے (بل) غیر فصیح (بھل) مستعمل ہے

ناخن جگر کھودنے لگا ۔ غالب سے

پھر جگر کھودنے لگا ناخن ۔ آمد فصل لالہ کاری ہے
(ناخن کا جگر کھودنا) اب محاورے میں داخل نہیں ہے (ناخن جگر چھیلنے لگا) بولا جاتا ہے

نزدیک وصل ۔ امیر مراۃ الغیب سے

نزدیک وصل ولربا دل کو تسلی ہے بجا ۔ لنگر سفینے کو ہوا پہنچا اگر ساحل کے پاس
(نزدیک وصل) جملہ غیر فصیح (ہنگام وصل) کہنا چاہئے ۔

ناپیدا ۔ گلزار داغ سے

آفرینش سے مری کچھ اور تو مطلب نہ تھا ۔ مدعا یہ تھا کہ پیدا کرکے ناپیدا کروں
ناپیدا غیر فصیح (ناپید) مستعمل ہے ۔

باب (واو)

وان ۔ امیر صنم خانہ عشق سے

ہم چاہیں دل ملیں وہ ملاتے نہیں ہیں کچھ ۔ وان جام سے گریز یہاں ہے سبو پسند
وان کا استعمال اب فصحا نہیں کرتے (وہاں) مستعمل ہے مگر فصحاء دہلی جائز رکھتے ہیں ۔

وبا- ناسخ دیوان دوم سے

بعد مدت سو گیا ہوں چین سے ۔۔۔ یہ جنازہ ہے ویا گہوارا ہے

(وبا) غیر فصیح (واو) زاید ہے صرف (با) کہنا چاہیئے +

وے - ناسخ دیوان دوم سے

ہوں نقیض دیوانہ وے کہتا ہوں دانائی کی بات ۔۔۔ حلقۂ زنجیر بہتر حلقۂ احباب سے

وے متروک (مگر) مستعمل +

وصلت - آتش دیوان اوّل سے

فراق انجام کار آغاز وصلت میں بلا شک ہے ۔۔۔ بہت دیا ہیں روح تن کو جب اشتیاق ہم پایا

امیر مراۃ الغیب سے

ہوش اُڑتے تھے تو اُڑتے تھے خبر وصلت ہے ۔۔۔ نیند کیوں اُڑ گئی آنکھوں سے خبر کی صورت

(وصلت) میں (ت) زاید ہے اس سبب سے بعض فصحا نے ترک کر دیا۔ صرف (وصل) باندھتے ہیں +

ولیکن - ناسخ دیوان دوم سے

داغ فراق ہے شب فرقت میں جلوہ گر ۔۔۔ خورشید جلوہ گر ہے ولیکن سحر نہیں

ولیکن متروک (لیکن) مستعمل +

وو ہیں - ناسخ دیوان دوم سے

گئے جو کوہ کو سودائی زلف یار میں ہم ۔۔۔ تو وو ہیں مار سیہ بنکے یار غار آیا

(وو ہیں) متروک (وہیں) مستعمل ہے +

وو - گلزار داغ سے

نجانا جان کا ایسا کسی نے جلد کھو جانا ۔۔۔ تمہارا وہ قدم چلنا یہاں پامال ہو جانا

اُٹھائے غیر نے جو ناز بیجا اس کو وہ جانے ۔۔۔ تجھے بھی تم نے وہ سمجھا مجھے بھی تم نے وو جانا

غالب سے

کہتے ہو تم سب کہ بت غالیہ مو آئے ۔۔۔ یک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ وو آئے

(وو) آئے متروک ہے ایسا قافیہ ناجائز ہے (وہ) صحیح ہے +

وو ہی - گلزار داغ سے

زائے ناکامی کہ جس میں ہیں نے باندھا خط شوق　　　　وہی مرغ نامہ برکا لوٹ کر شہپر گرا

(وہی) اب استعمال نہیں کرتے (وہی) کہتے ہیں ۔

باب (ی)

یاں ۔ غالب سہ

محرم نہیں ہے تو ہی نوا ہائے راز کا　　　　یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

امیر مرآۃ الغیب سہ

جیسے جس چیز کی خواہش ملے اس بزم میں　　　　ڈھونڈھے گر عاشق تو یاں معشوق کا پایا وہاں

آتش ۔ دیوان اول سہ

وہ حد کم ظرف ہیں جو ایک ساغر میں بہکتے ہیں　　　　نہیں قطرہ بھی یاں ہنگام نوشا نوش میں پایا

یاں نزد فصحائے لکھنؤ متروک اور غیر فصیح ہے لیکن فصحائے دہلی جائز رکھتے ہیں ۔

تمام شد

ضروری اطلاع

واضح ہو کہ اس نادر الوجود کتاب کا حق تصنیف بحق انجمن چشمۂ سخن ندرہ ضلع گیا محفوظ ہے ۔ لہذا کوئی صاحب بغیر باضابطہ انجمن ندرہ کو قصد چھاپنے یا چھپوانے کا نہ کریں ورنہ اُس کے عوض نقصان اُٹھانا ہوگا ۔ ہاں جس قدر جلدیں مطلوب ہوں (لائبریرین انجمن چشمۂ سخن ندرہ ضلع گیا) سے طلب کریں ۔ فقط

العبد

خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت لکھنوی پریسیڈنٹ انجمن چشمۂ سخن ندرہ ضلع گیا (بہار)

دستور العمل انجمن چشمۂ سخن ندرہ ضلع گیا برہیج انجمن اصلاح سخن لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ اس انجمن کا نام انجمن چشمۂ سخن ہے +

۲۔ انجمن کا دفتر ہمیشہ مقام ندرہ ضلع گیا (صوبہ بہار) میں رہے گا +

۳۔ انجمن کے پریسیڈنٹ جناب مولوی منشی خواجہ محمد عبدالرؤف صاحب عشرت سکرٹری انجمن اصلاح سخن لکھنؤ ہیں

۴۔ انجمن کے سکرٹری منشی جگدیشور پرشاد صاحب خلش ندوری و اسسٹنٹ سکرٹری منشی بدری نرائن صاحب فریاد ہندوی ہیں

اغراض و مقاصد

(الف) ہندوستان کی زبان ابھی تک علمی زبان نہیں کہی جاتی۔ نہ ہندوستان کے آدمی مہذب سمجھے جاتے ہیں اور نیم وحشی کہے جاتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ ہمارے ملک کے ہندو مسلمان پھوٹ کی بلا میں گرفتار رہیں۔ ہندوستان میں زبان کا جھگڑا ہمیشہ رہا کیا۔ اور اسی فساد نے ہم کو مٹا دیا سنسکرت کے زمانے میں جب بھاشا پیدا ہوئی تو اس کو سب نے حقارت کی نظر سے دیکھا لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ چند دنوں میں بھاشا ملک کی عام زبان ہوگئی۔ جس کو ہندو آج اپنی مادری زبان کہتے ہیں بھاشا کے پیٹ سے جب اردو پیدا ہوئی۔ تو اس کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ اور ملیچھ زبان سمجھ کر نفرت کی لیکن اردو نے ترقی کی اور کر رہی ہے اور کریگی اس کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی اہل ہنود کا طبقہ اردو سے الگ رہنا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ ہماری زبان ناگری ہے یہ وجہ معقول ہے اس کا خاص سبب یہ ہے کہ مسلمان عربی۔ فارسی کے دقیق اور غیر مانوس الفاظ ٹھونس کر اس کو خراب کر رہے ہیں۔ اگر اردو سلیس اور عام فہم زبان بنی رہتی تو ہندو مسلمان دونوں کی مادری زبان ہے لیکن اب صورت کیا ہے ہندو اس طرح کے الفاظ شامل کر کے آپس میں بات چیت کرتے ہیں جس میں ٹھیٹھ سنسکرت کے الفاظ فیصدی پچاس سے زاید ہوتے ہیں اور مسلمان اپنے روزمرہ میں اس قدر عربی فارسی ملاتے ہیں کہ وہ اردو نہیں معلوم ہوتیں۔ غالب نے تو اور ستم کیا ہے کہ فارسی کے مصدر اردو میں استعمال کیے ہیں، حالانکہ اردو کی بنیاد محض بھاشا کے مصادر پر قائم کی گئی ہے

دونوں کی ضد نے خاک میں ہم کو ملا دیا

اسی رنج کو دور کرنے کے لئے یہ انجمن قائم کی گئی ہے۔ جس میں ہندو مسلمان دونوں کو برابر کا حق دیا گیا ہے اور دونوں کے مشورہ سے کام کیا جائے گا۔ اور یہ کوشش کی جائے گی۔ کہ اردو ایک مشترکہ زبان بنی رہے۔

(ب) اصلاح زبان یعنی اردو زبان میں جو خرابیاں واقع ہوں انہیں دور کرنا اور غیر مانوس اجنبی الفاظ و محاورات جو بلا ضرورت غیر زبان کے داخل ہو رہے ہیں۔ اُس سے بچنا اور فصیح و صحیح زبان کے رواج دینے کی کوشش کرنا۔

(ج) علمی یا شاعری استفسارات کا بلا معاوضہ جواب دینا۔

(د) قدیم کلام نظم و نثر کو ضائع ہونے سے بچانا اور جدید کو ترقی دینا۔

(س) اردو بھاشا کا ایک ایسا لغت مرتب کرنا جس میں سنسکرت الفاظ کی تحقیق اور مصادر کے مشتقات بھی درج ہوں۔ یعنی کون لفظ کس زبان سے آیا اور اصل کیا ہے۔

(ہ) اردو زبان و سنسکرت بھاشا عربی اور فارسی کی قدیم و جدید کتابوں کا کتب خانہ قائم کرنا۔

(ی) اگر انجمن کا سرمایہ کافی ہو۔ تو اردو ادب کا ایک رسالہ جاری کرنا۔

(۶) ان مقاصد کے عمل میں لانے کے لئے حسب ذیل تدابیر کی جائیں گی۔

قواعد و ضوابط

(۱) السنہ مغربی و مشرقی سے ان کتابوں کا ترجمہ کرانا جو مفید عام ثابت ہوں اور تالیفات و تصنیفات کا سلسلہ قائم رکھنا۔

(۲) چھوٹی چھوٹی مفید عام کتابیں ممبران انجمن سے تالیف کرانا۔

(۳) السنہ مشرقی کی ایسی قلمی کتابوں کی حفاظت کرنا جو واقعی قابل قدر و نایاب اور مفید عام ہوں اور جن کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔ اور اگر کافی سرمایہ مہیا ہو جائے تو ان کو شایع کرا دینا

(۴) اگر کوئی صاحب اپنی کتاب کا حق تصنیف یا تالیف فروخت کرنا چاہیں اور بشرطیکہ وہ کتاب انجمن کی رائے میں مفید و عمدہ ثابت ہو۔ تو مناسب صلہ دیکر خرید کرنا۔ اور صلہ کی دو صورتیں ہونگی (اول) انجمن نقد معاوضہ دے گی (دوم) کوئی نقد معاوضہ نہ دیگی۔ لیکن کتاب اپنے صرف سے شائع کرا دے گی۔ مگر دونوں حالت میں حق تصنیف انجمن کو حاصل ہوگا۔

(۵) انجمن کے لئے ایک ایسا سرمایہ مہیا کرنا جو اس کی ضرورت کے لئے کافی ہو۔

(۶) انجمن کے ارکان اس طرح ہوں گے۔

اول۔ جو صاحب مبلغ پانچ روپیہ ماہوار عنایت فرمائیں گے وہ مُربّی کہلائیں گے۔

دوم۔ جو صاحب مبلغ دو روپے ماہوار عطا کرینگے۔ معاون کہے جاویں گے۔

سوم مبلغ ایک روپیہ ماہوار دینے والے اصحاب ممبر درجہ اول اور آٹھ آنے دینے والے اصحاب ممبر درجہ دوم ہونگے۔

علاوہ اس کے سکرٹری کو اختیار ہے کہ اُن نامور ارباب قلم و صاحبان علم و فن جن کو زمانہ مسلّم الثبوت اُستاد مان رہا ہے اور جن کی خدمت میں انجمن کی طرف سے کوئی کتاب بغرض رائے و مشورہ یا دیگر امور متعلق انجمن پیش کئے جائیں اور وہ اس پر اظہار رائے و مفید مشورہ دینے کی زحمت گوارا فرمائیں تو بلا معاوضہ و بے داخلہ فیس ممبری ممبر قرار دیکر نام نامی ان کا درج رجسٹر کردیا جائے۔

چہارم۔ سکرٹری انجمن یا ممبر کو مجاز نہ ہوگا۔ کہ بغیر اظہار رائے و مشورہ جملہ ممبران کسی قسم کی جدید کارروائی میں ہاتھ لگائیں۔ یا کارروائی مجازیہ میں ترمیم و تنسیخ کریں۔

(۷) انجمن کے حساب کتاب ہر تیسرے مہینے اخباروں میں شائع کئے جائیں گے۔

(۸) انجمن کے متعلق جو رزولیوشن پاس ہوگا یا کارروائی مجاریہ میں ترمیم و تنسیخ کی جاویگی بذریعہ اخبار ملک کو آگاہ کرا دینا۔

(۹) انجمن میں ہر ملت و مذہب کے لوگ ممبر بنائے جائیں گے۔

(۱۰) انجمن کا جملہ حساب کتاب اسسٹنٹ سکرٹری کے پاس رہیگا و انجمن کے متعلق کل خط و کتابت سکرٹری سے کی جائے گی۔ فقط

(لائبریرین)

انجمن چشمۂ سخن اڈپڑونگی ایں

مختصر نوٹ

آج کل اردو لٹریچر کی ترقی کی صدائیں ہر طرف سے بلند ہو رہی ہیں اس کے لئے جا بجا سوسائٹیاں انجمنیں قائم ہو رہی ہیں اور کوشش ہو رہی ہے کہ کسی صورت اس ہونہار زبان کو وسعت دی جائے۔ اس انجمن کے اجرا کی بھی یہی غائت ہے۔ جو ندرکا یں قائم ہوئی ہے۔ اس کے دستور العمل میں جو باتیں درج کی گئی ہیں۔ اگر وہ عملی صورت میں جلوہ گر ہوں گی۔ تو بیشک اردو علم ادب اس انجمن کے احسان سے کبھی سبکدوش نہ ہو سکے گا۔ گو انجمن کا دستور العمل بالکل مختصر ہے۔ لیکن اس کے مقاصد نہایت وسیع اور اعلیٰ ہیں بہی خواہان اردو کو منشی جگیشر پرشاد صاحب خلش سکرٹری سے خط کتابت کرلی چاہیئے غالبًا صاحب موصوف دستور العمل مفت روانہ کرتے ہیں + فقط (تاج حیدرآباد جون ۱۹۱۴ء)

اس انجمن کا دستور العمل ہمیں بغرض ریویو آیا ہے انجمن کا مقصد اولین اردو زبان کی حمائت ہے۔ سکرٹری منشی جگیشر پرشاد صاحب خلش ہیں جنہوں نے رسالہ بزم سخن بھی جاری کیا ہے۔ مستند شعراء وقت اس انجمن کے ممبر ہیں۔ اور بھی سب بہی خواہان زبان کو ممبر ہو جانا چاہیئے۔ خدا کرے یہ انجمن اپنے مقاصد و اغراض کی تکمیل بوجہ احسن پوری کر سکے + فقط (ظریف لاہور جولائی ۱۹۱۴ء)

ندرکا ضلع گیا میں ایک علمی انجمن قائم ہوئی ہے۔ جس کے سکرٹری حضرت خلش ندروی ہیں۔ اس کے اغراض و مقاصد نہایت اعلیٰ ہیں۔ اس لئے ہم نہایت زور سے سفارش کرتے ہیں۔ کہ اہل علم اس کے ممبر بنیں۔ اور ہمہ تن اس کے ترقی دینے میں ساعی رہیں + فقط (رفانوس خیال پٹھان کوٹ)

شیو شمبھو (لاہور)

علمی، عقلی، ادبیات کا مرکب معجون،
ادبی و ملکی مضامین کا گلدستہ، پولیٹکل تاریخی
معلومات کا نادر گنجینہ، قصہ و کہانیوں کا بیش بہا
خزینہ، نظم و نثر کی خوبیوں سے آراستہ، فصاحت
و بلاغت کے زیور سے پیراستہ،

صرف ایک ہمارا مشہور و معروف رسالہ

شیو شمبھو

لاہور سے جو ہر مہینہ ۱۰۰ صفحات کے حجم میں شایع ہو کر باعث
تفریح ارباب سخن ہوتا ہے قیمت سالانہ صرف عہ سالانہ
اور فی پرچہ ۳؍ ہے۔ اسکے دلچسپ بنانے میں پچاس سے
زیادہ مشہور اہل قلم اور نامی گرامی انشاپرداز مصروف ہیں تمام
نثر آوردہ اخبارات کی رائے میں ایسا چلبلا ایسا مفید اور
اس قدر بڑا رسالہ اس کی قیمت کا اردو میں ایک بھی نہیں ہے اور
یہی وجہ ہے کہ اس کو لوگ اس قدر پسند کرتے ہیں اور اس کی
اشاعت روز بروز روبہ ترقی ہے اس میں ہر مہینہ شیو شمبھو
کا چٹھا۔ قدیم بادشاہوں کے سبق آموز فرامین
راجپوت پرتاپ، راجپوتنیوں کے کرتب، پہیلیوں
کے ہٹ۔ ہندی شاعری کی خوبیاں، ایک دو نئے
اور تازہ بتازہ قصے۔ ایک چٹپٹا ہوا اچھوتا ناول۔ اور متعدد نظموں کا مجموعہ ہنسی مذاق کے سبق آموز دلچسپ
پہیلیاں تو ضرور ہی رہتے ہیں۔ ہر مہینے کم سے کم ۲۵ اور زیادہ سے زیادہ ۴۰ مختلف مضامین ہوتے ہیں اور مزہ یہ کہ سب
مختلف النوع، سب دلچسپ اور معنی خیز ہوتے ہیں ممکن نہیں کہ پہلے صفحہ سے شروع کر کے آخیر صفحہ تک پڑھے بغیر کوئی رہ سکے
آپ بھی اس کو خریدیئے۔ دوستوں کو بھی خریدنے کی سفارش کیجئے۔ اس سے بہتر اب اردو میں کوئی بھی رسالہ نہیں ہے

المشتہر۔ گوری شنکر لال اختر ایڈیٹر شیو شمبھو سادھو سٹریٹ لاہور

جملہ حقوق محفوظ

واہ رے میں

دلچسپ، دلکش، پسندیدہ، لاجواب، دل خوش کن، دلفریب، نرالا، انوکھا، نئی طرز کا اچھوتا ناول

از منشی گوری شنکر لال اختر

ایڈیٹر رسالہ شیو شمبھو لاہور
و رئیس زادہ کسنتی ضلع سلطان پور اودھ

کہنے کو گو بندش تحریر ہے	دل کے جذبات کی تصویر ہے
واہ کیا ہیں واہ کیا ہیں واہ ہیں	غم غلط کرنے کی یہ تدبیر ہے
مرکزی صورت پہ سو سو لعنتیں	زندہ دل کیواسطے اکسیر ہے
غم کے پنجوں سے چھڑا دیتا ہے گر	عیش کے حلقوں کی یہ زنجیر ہے

پڑھیئے اسکو اختر سے خوش رہنے کے گر
کیونکہ وہ زندہ دلوں کا پیر ہے

ضخامت ۱۶۴ صفحہ۔ قیمت ۸؍

المشتہر
مینیجر شیو شمبھو لاہور

واہ رے میں بڑھیا ناول ہے۔ اس کے ایک باب
میں چنڈال چوکڑی کے نام سے کئی ہنسانے والے قصے
بھی آئے ہیں۔ کتاب ضخیم ہو گئی۔ مزے مزے کی باتیں اور
تفریح و مذاق کی گھاتیں ہیں۔ امید سے زیادہ ہاتھوں ہاتھ
فروخت ہو رہا ہے۔ جلد آرڈر بھیجیں۔ ورنہ دوسرے
ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا

المشتہر مینیجر شیو شمبھو لاہور